تنازعات

سے متعلق

اسلامی تعلیمات

۲۱ شوال المکرّم ۱۴۴۷ھ / 10 اپریل 2026ء

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان
مرکزی دفتر
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گوشۂ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ، بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ؕ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ o

وَمَا یُلَقّٰىہَاۤ اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا ۚ وَمَا یُلَقّٰىہَاۤ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ o [حٰمٓ السجدۃ 41:34،35]

انسانوں کی فطرت ہے کہ اُن کی آرا میں اختلاف پایا جاتا ہے، حتّٰی کہ ایک ہی خاندان کے افراد بھی ہر معاملے میں مکمل طور پر اتفاقِ رائے تک نہیں پہنچ پاتے۔ ابتدا سے ایسا ہی چلا آرہا ہے اور آئندہ بھی یہی نظام برقرار رہے گا۔

نقطۂ نظر کا اختلاف اگر حُدود و قُیود کے اندر ہو تو علمی اِضافے، فکری وُسعت اور اجتماعی ترقّی کا ذریعہ بنتا ہے، لڑائی جھگڑے کی نَوبت ہمیشہ تبھی پیش آتی ہے جب اُصولوں کی پاسداری نہ کی جائے۔

عصرِ حاضر کے حالات پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اختلافِ رائے کی حُدود کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے ہر طرف لڑائی جھگڑے، کشمکش، رنجش اور تنازُع کی کیفیت ہے:

- خاندانی سطح پر صورتِ حال یہ ہے کہ ایک تحقیق کے مطابق گزشتہ پانچ سالوں کے دوران پاکستان میں طلاق و خلع کی شرح میں 35٪ اِضافہ ہوا ہے۔
- قومی نمائندوں کے سیاسی اختلافات تضحیک و تصادُم کی اِس حد تک جا پہنچے ہیں کہ اخلاق نام کی کوئی شے باقی نہیں رہی۔
- اور عالَمی منظر نامہ اِس قدر کشیدہ ہے کہ تیسری عالَمی جنگ کے خطرات مَنڈلا رہے ہیں۔

اِس ابتر صورتِ حال کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ افراد اور اقوام خود کو اُصولوں کا پابند بنانے کے لیے تیار نہیں۔ ہر ایک اپنی برتری منوانا چاہتا ہے اور عملاً "جس کی لاٹھی اُس کی بھینس" کا قانون ہے۔ خاندانوں میں لڑائیاں بھی اِسی وجہ سے ہیں اور ممالک کے درمیان جنگوں کی بھی یہی بنیادی وجہ ہے۔ طاقت وَر مَمالک اپنی بدمَعاشی اور بالادستی قائم رکھنے کے لیے کسی ضابطے کو خاطِر میں نہیں لاتے۔

قرآن و سنّت کی تعلیمات ایسی حسین ہیں کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو جھگڑوں کی نَوبت ہی پیش نہ آئے۔ اسلام ایسی تربیت عطا کرتا ہے کہ سچے مسلمان کو مُخاصَمت سے نفرت ہوتی ہے، بلکہ اگر وہ حق پر ہو تو بھی دُنیاوی نِزاع سے کنارہ کشی میں ہی عافیت سمجھتا ہے۔

یہ اُصول فقط اسلام نے ہی عطا کیا ہے کہ محض وقتی طور پر تنازعات کو دبانے کے بجائے اُن اسباب و مُحرِّکات کا بھی خاتمہ کیا جائے جو جھگڑوں کا سبب بنتے ہیں؛ تاکہ مستقل طور اِس بُرائی کی جڑ کٹ جائے۔

بلاشبہ ہمیں اختلافات و مُخاصَمات اور جھگڑوں سے متعلق اسلامی تعلیمات کو اپنانے کی اشد ضرورت ہے؛ اِسی مقصد کے لیے آج "تنازعات سے متعلق اسلامی تعلیمات" کے عنوان سے گفتگو ہو گی، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

بے جا جھگڑے کی مذمّت

لڑائی جھگڑے کے وقت شیطان کا حملہ بہت سخت ہوتا ہے اور وہ انسان کے جذبات کو بھڑکا کر خوب طَیش دلاتا ہے، بندہ سوچتا ہے کہ اگر مَیں نے اپنی طاقت کا اظہار نہ کیا تو میری بے عزّتی ہوگی اور لوگ مجھے کمزور سمجھیں گے؛ چنانچہ وہ سخت جھگڑا کرتا ہے.. حالانکہ اگر اپنے دل و دماغ میں یہ بات بٹھائی جائے کہ قرآن وسنّت میں بے جا جھگڑے کی سخت مذمّت فرمائی گئی ہے اور باہمی چپقلش کو ختم کرنے پر اتنے بڑے اجر و اِنعام کا وعدہ فرمایا گیا ہے جو بندے کی سوچ سے بھی زیادہ ہے... تو انسان میں برداشت کا حوصلہ پروان چڑھتا ہے اور وہ تنازُع ختم کرنے کو اپنے لیے باعثِ اعزاز سمجھتا ہے۔

ناپسندیدہ شخص: اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبیِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ۔ ”سخت جھگڑالو شخص یقیناً اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔“ (صحیح بخاری، حدیث:2457)

غضبِ الٰہی: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جانِ جہاں ﷺ نے فرمایا: وَمَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَّهُوَ يَعْلَمُهُ، لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللهِ حَتّٰى يَنْزِعَ عَنْهُ۔[1] یعنی ”جو شخص جان بوجھ کر ناحق جھگڑا کرے وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی میں رہے گا، حتّٰی کہ جھگڑے سے باز آجائے۔“ (سنن ابو داؤد، حدیث:3597، حدیث صحیح)

ربِّ کریم کی رِضا بندے کے لیے سب سے بڑی سعادت ہے اور اُس کی ناراضی انسان کے لیے سب سے بڑی تباہی و بربادی ہے۔ مذکورہ احادیث سے واضح ہے کہ بے جا جھگڑے پر ربِّ ذوالجلال ناراض ہوتا ہے تو اِس سے بڑھ کر جھگڑے کا نقصان کیا ہوگا!

مغفِرت سے محرومی: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاج دارِ ختمِ نبوّت ﷺ نے فرمایا:

- تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ... ”(مغفرت و رحمتِ عامہ سے نوازنے کے لیے) ہر پیر اور جمعرات کے دن جنّت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔“
- فَيُغْفَرُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمَيْنِ لِكُلِّ عَبْدٍ لَّا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا مَنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ... یعنی ”اِن دو دِنوں میں کافر و مشرک کے علاوہ ہر بندے کو بخش دیا جاتا ہے، سوائے اُس شخص کے جس کی اپنے مسلمان بھائی سے (دُنیاوی) دُشمنی ہو۔“
- فَيُقَالُ: أَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا۔ ”فرمایا جاتا ہے: اِن دونوں (کی بخشش) کو مؤخّر کردو! یہاں تک کہ یہ آپس میں صلح کرلیں (اور اِن کی باہمی عداوت ختم ہوجائے)۔“ (سنن أبو داؤد، حدیث:4916۔ صحیح مسلم، حدیث:2565)

اِس سے بڑی نالائقی کیا ہوسکتی ہے کہ بندہ رحمت و مغفرت سے محروم رہنا گوارا کرلے، مگر جھگڑا ختم کرنے پر تیار نہ ہو!

---

[1] أَيْ يَتْرُكُ وَيَنْتَهِي عَنْ مُخَاصَمَتِهِ۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث:3611)

ترکِ خُصومت کی ترغیب

بے جا جھگڑے کو تو کوئی بھی عقل مند شخص اچھا قرار نہیں دیتا، تاہم امام الانبیا ﷺ کی تعلیماتِ مبارکہ کا کمال یہ ہے کہ آپ نے صِرف فضول اور بے بنیاد جھگڑوں سے ہی نہیں روکا، بلکہ حق پر مبنی دُنیاوی جھگڑوں کو بھی ختم کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ یعنی دین ہمیں فقط یہ نہیں سکھاتا کہ غلط بات پر لڑائی نہ کریں... بلکہ یہ سبق بھی دیتا ہے کہ اگر تم حق پر ہو تب بھی نرمی، درگزر اور صُلح کو اختیار کرو؛ کیونکہ اصل کامیابی لڑائی جیتنے میں نہیں، بلکہ ربِّ کریم کو راضی کرنے اور دل جیتنے میں ہے۔

جنت کی ضمانت: سیدنا ابو اُمامہ صُدَیّ باہِلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا:

- أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ، وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا۔ "جو مسلمان حق پر ہونے کے باوجود (دُنیاوی) جھگڑا چھوڑ دے مَیں اُسے جنّت کے کنارے میں محل کی ضمانت دیتا ہوں۔"
- وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ، وَإِنْ كَانَ مَازِحًا۔ "جو مسلمان مِزاح میں بھی جھوٹ نہ بولے مَیں اُس کے لیے جنّت کے درمیان میں محل کی ذمہ داری لیتا ہوں۔"
- وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ۔ "اور جو مسلمان خوش اخلاقی اپنائے مَیں اس کے لیے جنت کے اعلیٰ درجے میں محل کا ضامن ہوں۔" (سننِ ابوداؤد، حدیث:4800۔ المعجم الکبیر، حدیث:7770، اِسنادہٗ حسن)

اچھائی کی برتری: خالقِ کریم جَلَّ شَانُہٗ نے ارشاد فرمایا:

⇐ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ط "نیکی اور بُرائی برابر نہیں ہیں۔" (نہ اچھے اور بُرے عقیدے برابر ہو سکتے ہیں.... نہ اچھے اور بُرے اعمال یکساں ہیں.... نہ اچھی اور بُری باتیں ہم پلّہ ہیں.... اور نہ ہی اچھے اور بُرے سلوک کا انجام ایک جیسا ہے۔ اچھی چیزوں کا انجام اچھا ہے اور بُرے اُمور کا انجام بُرا ہے۔ [ملخّص از نور العرفان])

⇐ اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ۔ "اے سُننے والے! بُرائی کو بھلائی سے دُور کر دے! (ذاتی معاملات میں بُرائی کو بھلائی سے ٹال دو! غصّے کی گرمی کو صبر کی ٹھنڈک میں بدل دو! جَہالت کی تاریکی کا مقابلہ علم کی روشنی سے کرو! بدسُلوکی کے جواب میں درگزر سے کام لو!) تب تیرے اور جس شخص کے درمیان دشمنی ہے وہ ایسا ہو جائے گا جیسے گہرا دوست ہو۔"

⇐ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ۔ "یہ خصلت صِرف صبر کرنے والوں کو عطا کی جاتی ہے اور یہ خوبی فقط بڑے خوش نصیب کو دی جاتی ہے۔" [حٰمٓ السجدۃ 41:34، 35]

لوگ سمجھتے ہیں کہ جھگڑے سے اُن کا رُعب بڑھے گا، جب کہ دین سکھاتا ہے کہ جھگڑا ختم کرنے سے عزّت نصیب ہو گی۔

اسبابِ تنازُع ختم کرنے کی تشویق

دینِ اسلام نے بُرائیوں کے خاتمے کے لیے ایک بہترین اور مؤثّر اُصول عطا کیا ہے.... وہ یہ کہ محض برائی کو دبانے پر اکتفانہ کیا جائے، بلکہ اُس کے اسباب و محرّکات کا بھی قلع قمع کیا جائے۔ اِس اُصول میں حکمت یہ ہے کہ اگر ذرائع جُوں کے تُوں رہیں اور ظاہری طور پر برائی کو روکنے کی کوشش کی جائے تو اُس کے اثرات وقتی وعارضی ہوتے ہیں، کچھ عرصے بعد وہ برائی دوبارہ سَر اُٹھانے لگتی ہے، اِس کے برعکس اسباب وذرائع کو ختم کر دیا جائے تو اُس برائی کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جاتا ہے۔

شریعتِ مطہرہ میں اِس سنہرے اُصول کی کئی مثالیں ہیں:

- حرام اُمور سے اجتناب کا عادی بنانے کے لیے شُبہات سے دُور رہنے کا شوق دلایا گیا۔[1]
- بے حیائی کو حرام قرار دیا گیا تو اُس کے سدِّباب کے لیے نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم بھی دیا گیا، اجنبی عورت کے ساتھ بغیر ضرورت رابطہ رکھنے کی بھی ممانعت فرمائی گئی اور اُس کے ساتھ تنہائی پر بھی مکمل پابندی عائد کر دی گئی۔
- سُود سے روکا گیا تو اُس کا راستہ بند کرنے کے لیے اُس میں ملوّث تمام افراد، حتّٰی کہ سودی معاہدہ لکھنے اور اُس کا گواہ بننے والے پر بھی لعنت فرمائی گئی۔[2]
- یہ تعلیم دی گئی کہ دوسروں کے والدین کو گالی دینا خود اپنے والدین کو گالی دینے کے مترادِف ہے؛ کیونکہ عمل ردِّ عمل کو جنم دیتا ہے، جب دوسروں کے والدین کو گالی دیں گے تو وہ بھی جواب میں ایسا ہی رویّہ اختیار کریں گے۔[3]
- غیبت، چغلی اور باہمی تعلقات کی خرابی وغیرہ سے بچانے کے لیے دوسروں کے عیب تلاش کرنے سے ہی روک دیا گیا۔[4]
- ربِّ کریم کے علاوہ کسی کی عبادت کرنا شرکِ اکبر ہے اور ہمیشہ کے لیے جہنم میں پہنچانے والا کام ہے، اِس کا راستہ روکنے کے لیے کسی کو ازراہِ تعظیم سجدہ کرنے سے بھی منع فرما دیا گیا، حالانکہ تعظیم ممنوع نہیں ہے۔

قرآن وسنّت میں لڑائی جھگڑے سے متعلق بھی اِسی حکیمانہ اُصول کے مطابق تربیت فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ ایک طرف مُخاصمت کی مذمّت فرمائی گئی، دوسری طرف اُن تمام اسباب سے بھی روکا گیا جو چپقلش اور نزاع کی بنیاد بنتے ہیں۔

---

[1] عَنْ سَيِّدِنَا النُّعْمَانِ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا: إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَّإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَّبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَّا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ، وَمَنْ وَّقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ... (صحیح مسلم، رقم الحدیث:1599)

[2] عَنْ سَيِّدِنَا جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ۔ (مسلم:1598)

[3] عَنْ سَيِّدِنَا عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما مَرْفُوْعًا: مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ... (صحیح مسلم، رقم الحدیث:90)

[4] عَنْ سَيِّدِنَا أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا... (البخاری:6066)

کظمِ غیظ کی تلقین

ماہرینِ نفسیات کا کہنا ہے اور روز مرّہ کا مشاہدہ بھی ہے کہ زیادہ تر تنازعات غصّے کے نتیجے میں ہی ہوتے ہیں۔ شیطان بندے کے جذبات کو بھڑکاتا ہے اور اُسے اشتعال دلاتا ہے، پھر بندہ غصّے کی حالت میں عقل و شعور کے تقاضوں کو پسِ پُشت ڈال کر لڑائی پر اُتر آتا ہے اور ایسے کام کر گزرتا ہے، جن کے اِزالے کے لیے بعد میں پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا۔

قرآن وسنّت میں ترغیب دلائی گئی ہے کہ اوّلاً بندے کو کوشش کرنی چاہیے کہ دُنیاوی معاملات میں غصّہ پیدا ہی نہ ہو... پھر اگر فطری تقاضے کے مطابق غصّہ آ ہی جائے تو اُس سے مغلوب نہ ہو، بلکہ شریعتِ مطہرہ اور عقلِ سلیم کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر طرزِ عمل کا تعیُّن کرے؛ تاکہ اُس کا فیصلہ حکمت واعتدال پر مبنی ہو۔

نَبَوی نصیحت: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: حضور! مجھے کوئی نصیحت فرمایئے! آپ ﷺ نے فرمایا: لَا تَغْضَبْ! ''غصّہ نہ کیا کرو!'' اُس نے کئی مرتبہ نصیحت کی درخواست کی، (تاکہ آپ ﷺ مزید کچھ ارشاد فرمائیں، مگر) رسولِ کریم ﷺ نے ہر بار یہی فرمایا کہ ''غصّہ نہ کیا کرو!'' (صحیح بخاری، حدیث:6116)

حکیم الاُمّت سیدنا ابو دَرداء رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ایک شخص نے درخواست کی: یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! مجھے ایسا عمل ارشاد فرما دیجیے جس کی برکت سے مجھے جنّت نصیب ہو جائے تو حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا: لَا تَغْضَبْ وَلَكَ الْجَنَّةُ۔ یعنی ''(اپنی ذات کے لیے) غصّہ نہ کیا کر! تجھے جنّت عطا کر دی جائے گی۔'' (المعجم الاوسط، حدیث:2353، صحیح)

شیطانی سازش: سیدنا ابو اُمامہ صُدَیّ باہِلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے گھر والے بستر بچھا کر تیار کر دیں تو شیطان اُس کے بستر پر آ کر لکڑی، پتھر یا کوئی اور چیز پھینک دیتا ہے؛ تاکہ اُسے گھر والوں پر غصّہ دلائے۔ فرمایا: فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ فَلَا يَغْضَبْ عَلٰى أَهْلِهٖ! قَالَ: لِأَنَّهٗ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ۔ جب کسی کے ساتھ ایسا واقعہ ہو تو وہ اپنے گھر والوں پر غصّہ نہ کرے؛ کیونکہ ایسی سازش (کر کے فساد ڈالنا) شیطان کا کام ہے۔ (الادب المفرد للبخاری، حدیث:1191۔ مساوی الأخلاق للخرائطی، حدیث:310)

دوسری روایت میں یہ بھی بتایا گیا کہ شیطان فتنہ وفساد پھیلانے کے لیے انسانی صورت میں آ کر جھوٹی باتیں پھیلاتا ہے۔[1]

اِن اُمور کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اگر ہم اپنے غصّے پر کنٹرول کریں تو نصف سے زیادہ جھگڑے خود ہی ختم ہو جائیں۔

---

[1] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِي صُوْرَةِ الرَّجُلِ، فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيْثِ مِنَ الْكَذِبِ، فَيَتَفَرَّقُوْنَ، فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ: سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرِفُ وَجْهَهٗ وَلَا أَدْرِيْ مَا اسْمُهٗ يُحَدِّثُ۔ (صحیح مسلم، حدیث:07)

غلط فہمی و بد گمانی سے اجتناب کی تحریض

لڑائی جھگڑے کی ایک اور بنیادی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بندہ دوسروں کی بات کو صحیح طور پر سمجھ نہیں پاتا یا بلا دلیل کسی سے متعلق منفی تصوُّر قائم کر لیتا ہے۔ چنانچہ رفتہ رفتہ آپس میں غلط فہمیاں اور بد گمانیاں پروان چڑھتی ہیں؛ اِنہی سے فتنہ و فساد جنم لیتا ہے اور نتیجے لڑائیوں، تلخ کلامیوں اور مُنازَعات کی صورت میں نکلتا ہے۔

دینِ متین ہمیں تربیت عطا فرماتا ہے کہ اپنے دلوں کو بد گمانی سے پاک رکھیں اور محض غلط فہمی کی بنیاد پر کوئی قدم نہ اُٹھائیں؛ تا کہ رنجش اور چپقلش کی نوبت ہی نہ آئے۔

ابلیسی کارستانی: شیطان بندوں کے درمیان غلط فہمیاں ڈالنے کے لیے کیا کچھ کرتا ہے، اِس کا اندازہ سیدِ عالَم ﷺ کے ارشادِ گرامی سے کیجیے!

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور خاتم المرسَلین ﷺ نے فرمایا:

- إِنَّ إِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ، ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ۔ "بلاشبہ شیطان پانی پر اپنا تخت رکھتا ہے، پھر وہ (فتنہ پھیلانے اور بُرے اعمال کو اچھا کر کے دکھانے کے لیے) اپنے لشکر / فوجیں بھیجتا ہے۔"
- فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً۔ "شیطان کا سب سے زیادہ قریبی وہ ہوتا ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ فتنہ ڈالتا ہے۔"
- "اُس کے لشکر میں سے ایک آ کر (اپنی کارکردگی رپورٹ دیتا ہے) کہتا ہے: مَیں نے ایسا ایسا فتنہ ڈالا۔ ابلیس کہتا ہے: تُو نے کچھ نہیں کیا۔"
- "پھر اُن میں سے ایک آ کر کہتا ہے: مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ۔ مَیں نے فلاں شخص کو اُس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اُس کے اور اُس کی بیوی کے درمیان جُدائی نہیں ڈال دی۔"
- فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ وَيَقُوْلُ: نِعْمَ أَنْتَ! "شیطان اُسے اپنے قریب کر کے کہتا ہے: تُو بہت اچھا (بچہ) ہے!" (صحیح مسلم، حدیث: 2813)

حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ لوگوں، خصوصًا میاں بیوی کے درمیان لڑائی ڈالنا شیطان کا کام ہے اور ایسا کرنے والا انسان بھی شیطان کی طرح مجرم ہے۔ خصوصًا شوہروں کو یہ شیطانی چال سمجھنی چاہیے۔ (مرآۃ المناجیح، لمعات التنقیح، زیرِ حدیث: 71، ملخصًا)

بدگمانی سے اجتناب: خالقِ کریم جلّ شانُہٗ نے فرمایا: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ... "اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو! بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔" [الحجرٰت 12:49]

علما نے فرمایا: کسی کے بارے میں بُرا خیال تو آ ہی جاتا ہے، یہ بندے کے اختیار میں نہیں؛ لہٰذا اِس کی معافی ہے، تاہم کسی مسلمان کے بارے میں بد گمانی کو دل میں پختہ کر لینا یا اُسے زبان پر لانا یا اُس کے مطابق کارروائی کرنا... اِس کی اِجازت نہیں۔

حسد و تکبُّر سے بچنے کی تاکید

دوسروں کے پاس نعمت دیکھ کر بسا اوقات شیطانی اثرات سے بندے کے دل میں جَلَن پیدا ہوتی ہے، وہ چاہتا ہے کہ یہ نعمت اُس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے۔ یوں ہی "اَنانیت"، یعنی دوسروں کو کم تر اور خود کو برتر سمجھنا بھی خطرناک ابلیسی سازش ہے۔ یہ دونوں آفتیں تنازعات کو ہوا دینے اور دُوریاں بڑھانے میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔

اسلام تاکید فرماتا ہے کہ دوسرے مسلمانوں سے حسد کے بجائے اُن کی خیر خواہی کی عادت اپنائی جائے۔ اِسی طرح تکبُّر کے بجائے عاجزی کو شعار بنایا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر خیر خواہی اور عاجزی نصیب ہو جائیں تو لڑائیوں کی جڑ ہی کٹ جائے۔

حسد کا انجام: سیدنا عبد اللہ بن زُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

- دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمُ الْبَغْضَاءُ وَالْحَسَدُ۔ "تم میں پچھلی اُمّتوں کی بیماری سرایت کر جائے گی: بُغض اور حسد۔"
- وَالْبَغْضَاءُ وَهِيَ الْحَالِقَةُ، لَيْسَ حَالِقَةَ الشَّعْرِ لَكِنْ حَالِقَةَ الدِّيْنِ... "اور بغض مُونڈ دینے والا ہے، بالوں کو نہیں مونڈتا، لیکن دین کو سخت نقصان پہنچاتا ہے۔" (مسند البزار، حدیث: 2232۔ جامع ترمذی، حدیث: 2510۔ مسند احمد، حدیث: 1412، 1430۔ قال الہیثمی فی مجمع الزوائد (تحت الحدیث: 12732): إسناد البزار جید)

حسد اور بُغض کی تباہ کاری کا اندازہ اِس بات سے کیجیے کہ شیطان کو بھی عزّت کی بلندی سے ذلّت کی پستی میں اِنہی نے گرایا ہے![1]

تکبُّر کی سزا: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ۔ "جس کے دل میں ذرّہ برابر تکبُّر ہو وہ (پہلے پہل) جنت میں نہیں جائے گا۔"

یہ سُن کر ایک شخص نے عرض کی: آدمی کو پسند ہوتا ہے کہ اُس کا لباس اچھا ہو اور اُس کا جوتا اچھا ہو، (کیا یہ بھی تکبر ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ۔ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ۔ "اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے، تکبُّر حق کا انکار کرنے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔" (صحیح مسلم، حدیث: 91)

باری تعالیٰ کی ناراضی: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبیِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَا مِنْ رَجُلٍ يَتَعَاظَمُ فِي نَفْسِهِ وَيَخْتَالُ فِي مِشْيَتِهِ إِلَّا لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ۔ "جو شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور متکبرانہ طریقے سے چلتا ہو وہ ربِّ ذوالجلال کے حضور اِس حال میں حاضر ہو گا کہ خدا تعالیٰ اُس سے ناراض ہو گا۔"

(المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث: 201۔ مسند احمد، رقم الحديث: 5995، صحيح على شرط مسلم)

---

[1] مرآۃ المناجیح، تحت الحدیث: 5039، ملخصًا

حرفِ آخر: مُخاصَمت کی آفت اور شریعت کی تربیت

کسی شخص کے ساتھ سوچ میں ہم آہنگی ہو، رائے میں اتفاق پایا جائے اور مَفادات بھی مُشترکہ ہوں تو تعلقات خوشگوار ہی ہوتے ہیں اور ہر کوئی اُنھیں بہتر انداز سے نبھانے کی کوشش کرتا ہے... تاہم آزمائش اُس صورت میں ہوتی ہے جب رائے مختلف ہو اور مفادات کا ٹکراؤ ہو۔ ایسی صورت میں اگر انسان اسلامی تربیت کے زیور سے آراستہ ہو تو وہ اختلافِ رائے کو لڑائی جھگڑے میں تبدیل نہیں ہونے دیتا، لیکن دینی تعلیمات سے دُور ہو تو حالات وہی ہوتے ہیں جو آج کے دَور میں اکثر دیکھنے کو ملتے ہیں۔

گھریلو زندگی سے لے کر عالَمی منظر نامے تک... ہر طرف نِزاع و مُخاصمت کی آگ بھڑکتی نظر آرہی ہے؛ اِسی صورتِ حال کا نتیجہ ہے کہ نفسیاتی بیماریوں میں خطرناک حد تک اِضافہ ہو رہا ہے اور دل و دماغ کا سُکون و اطمینان بھی ناپید ہوتا جارہا ہے۔

تنازعات و اختلافات سے متعلق اسلام نے ایسے روشن اُصول عطا فرمائے ہیں جو خاندانی سطح پر بھی چَین و وَقار کے ضامن ہیں اور قومی سطح پر بھی امن و آشتی کی فضا قائم کرتے ہیں۔

جھگڑوں کے خاتمے کے لیے آج کے خطبہ میں ”تنازعات سے متعلق اسلامی تعلیمات“ کے عنوان سے قرآن و سنّت کی روشنی میں کچھ گفتگو کی گئی۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

- غیر تربیت یافتہ لوگ سمجھتے ہیں کہ لڑائی جھگڑے سے اُن کے رُعب میں اِضافہ ہوگا اور دوسروں پر اُن کی دھاک بیٹھے گی، حالانکہ اسلام سکھاتا ہے کہ جھگڑالو بندہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور مسلمان سے ناحق عداوت رکھنے والا مغفرتِ عامہ سے محروم رہ جاتا ہے۔
- نِزاع ختم کرنے سے عزّت کم نہیں ہوتی، بلکہ باری تعالیٰ اِعزاز و اِکرام میں اضافہ فرماتا ہے، حتّٰی کہ دُنیاوی معاملات میں حق پر ہونے کے باوُجود جھگڑا چھوڑ دینے والے کو جانِ جہان ﷺ نے جنّت میں محل کی ضمانت عطا فرمائی ہے۔
- اسلام نے برائیوں کے خاتمے کا یہ مؤثّر اصول عطا کیا ہے کہ محض برائی کو روکنے پر اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ اس کے اسباب و محرّکات کا بھی خاتمہ کیا جائے؛ تاکہ اُس برائی کا مستقل طور پر نام و نشان مٹ جائے۔ اِسی اُصول کے مطابق قرآن و سنّت میں اُن تمام اُمور سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے جو لڑائی جھگڑے کا ذریعہ بنتے ہیں۔
- عمومی طور پر غصّہ باہمی چپقلش کا ذریعہ بنتا ہے۔ سرورِ عالَم ﷺ نے ایک صاحب کو غصّہ نہ کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ”غصّہ نہ کیا کرو! تمھیں جنّت عطا کر دی جائے گی۔“

علما نے لکھا: غصّے سے نَجات کے لیے:

i. اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے، یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہ وغیرہ کلمات پڑھنے چاہییں جن کی برکت سے خالقِ کریم کی پناہ نصیب ہو۔

ii. وُضو اور دیگر اعمالِ خیر کے ذریعے شیطانی اثرات کا اِزالہ کرنا چاہیے۔

iii. نیز اِس حقیقت کو ذہن نشین کرنا چاہیے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوتا ہے، اُس کی اِجازت کے بغیر نہ کبھی کچھ ہوا ہے اور نہ ہی کچھ ہو سکتا ہے۔

iv. اِس کے ساتھ ساتھ سوچنا چاہیے کہ مَیں نے نہ جانے اللہ تعالیٰ کی کتنی نافرمانیاں کی ہیں، مگر اُس نے قدرتِ کاملہ کے باوُجود مجھے اپنے غضب سے بچایا ہے تو مجھ عاجز کو بھی اپنے غصّے پر کنٹرول کرنا چاہیے۔[1]

❖ غلط فہمیاں اور بدگمانیاں بھی لڑائیوں کا باعث بنتی ہیں۔ قرآن وسنّت میں اِن سے سختی کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے اور اِس بات سے بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ بہت مرتبہ شیطان انسانی شکل میں آکر غلط فہمیاں پھیلاتا ہے اور بدگمانیوں کو ہوا دیتا ہے؛ لہٰذا اُس کی سازش سے ہوشیار رہنا چاہیے اور تنازعات کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بارگاہِ ربّ العزّت میں لجاجت وخلوص سے دُعا کرنا اور مسلمانوں کی خامیوں کے بجائے اُن کی خوبیوں پر نظر رکھنا اِن بیماریوں سے جان چھڑانے کے مؤثّر ذرائع ہیں۔

❖ حسد اور تکبُّر... یعنی دوسرے سے نعمت چھن جانے کی آرزو اور دوسروں کو حقیر سمجھنا... بھی ایسی شیطانی سازشیں ہیں جو لڑائیوں کی بنیاد بنتی ہیں۔ دینِ متین نے مسلمانوں کی خیر خواہی اور عاجزی اختیار کرنے کا حکم دے کر اِن اسباب کا بھی قَلع قَمع کر دیا ہے۔

ربِّ کریم سے دُعا کے ساتھ ساتھ حسد وتکبُّر کی تباہ کاریوں پر غور اور اِن سے بچنے کے فضائل کی طرف توجّہ سے رحمت ہوتی ہے اور اِن آفتوں سے نجات مل جاتی ہے۔

شرعی مسئلہ: آن لائن خرید وفروخت اگر شرعی اُصولوں[2] کے مطابق ہو تو جائز ہے۔

اِس صورت میں مبیع کو سپرد کرنے کے مَصارِف / ترسیلی اخراجات (Delivery Charges) بائع / فروخت کنندہ (Seller) کے ذمّے ہوں گے یا مشتری / خریدار (Seller) کے؟ اِس سے متعلق تفصیل ہے:

i. اگر پہلے طے کیا گیا ہو کہ بائع یا مشتری ادا کرے گا تو طے شدہ کے مطابق لازم ہوں گے۔

ii. کچھ بھی طے نہ ہو تو عُرف وعادت (Custom) کے مطابق عمل کیا جائے گا... عرف میں یہ اخراجات اگر بائع ادا کرتا ہے تو اُس پر لازم ہوں گے اور مشتری ادا کرتا ہے تو اُس پر۔

iii. اِس حوالے سے عُرف کچھ بھی نہ ہو تو سپردگی کے اخراجات بیچنے والے پر لازم ہوں گے۔

---

[1] ثُمَّ عِلَاجُهٗ مَعْجُوْنٌ مُرَكَّبٌ مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ بِأَنْ يَرَى الْكُلَّ مِنَ اللهِ، وَيُذَكِّرَ نَفْسَهٗ أَنَّ غَضَبَ اللهِ أَعْظَمُ وَفَضْلَهٗ أَكْثَرُ، وَكَمْ خَالَفَ أَمْرَهٗ وَلَمْ يَغْضَبْ عَلَيْهِ، وَيَتَعَوَّذَ وَيَتَوَضَّأَ وَيَشْغَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث: 5104)

[2] شرعی اُصول جاننے کے لیے بہارِ شریعت کے حصہ: 11 اور دیگر کتبِ فقہ کا مطالعہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ جانِ رحمت ﷺ کے طفیل اُمّتِ مسلمہ کی خیر فرمائے اور اُسے باہمی تنازعات و مخاصمات سے نجات عطا فرما کر اتّحاد و اتفاق کی دَولت سے نوازے! خالقِ کریم ہمیں لڑائیوں کے اسباب سے بچتے ہوئے حلم، خیر خواہی، حُسن ظنّ، عاجزی اور اخلاقِ حسنہ اختیار کرنے کی سعادت سے بہرہ مند فرمائے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے! اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!